حکیم رحیم الدین طرب دہلوی

محمد اقبال مجددی*

حکیم طرب انیسویں صدی کے دہلی کے اردو اور فارسی کے شاعر، مولف، مترجم اور صوفی تھے؛ وہ اصلاً تھانیسر کے تھے، ان کے نانا شیخ نور محمد قادری تھانیسری، تھانیسر سے دہلی منتقل ہو گئے تھے[۱]۔ طرب فارسی و اردو کے معروف شاعر امام بخش صہبائی سے قرابت رکھتے تھے، صہبائی کی والدہ سلسلۂ قادریہ کی خاتون تھیں، اس بناء پر خیال ہے کہ شاید طرب اور ان کے نانا شیخ نور محمد قادری کے ننھیالی رشتہ داروں میں ہوں[۲]۔

حکیم طرب کا سالِ ولادت معلوم نہیں ہے، انھوں نے خود لکھا ہے کہ ''جوانی میں ہی طلب کی لگن کے تحت ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء کو خانقاہِ مظہری میں حاضر ہوا تھا[۳]۔ اگر اس وقت ان کی عمر بیس سال فرض کر لی جائے تو حدود ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء ان کا سال پیدائش قیاس کیا جاسکتا ہے، پھر جس سال وہ خانقاہ گئے تھے اُس سال یعنی ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء کو خانقاہ میں شاہ ابوالخیر مجددی کی ولادت ہوئی تھی''[۴]۔ جنھیں حکیم طرب گود میں اٹھائے پھرتے تھے[۵]۔

حکیم طرب کا اصل نام رحیم بخش تھا، لیکن وہ رحیم الدین احمد قادری کے عرف سے معروف تھے[۶]۔ حکیم طرب آغازِ جوانی میں ہی خانقاہِ مظہری دہلی میں حاضر ہو کر وہاں کے سجادہ نشین اور بزرگ عالم شاہ احمد سعید مجددی[۷] سے بیعت ہوئے اور ایک سال و دو ماہ تک دہلی میں ان سے منسلک رہے[۸]۔

اسی طرح حکیم طرب شاہ احمد سعید کے برادر صغیر شاہ عبدالغنی مجددی[۹] محدث مدنی کی تربیت سے بھی دہلی میں ہی بہرور ہوئے اور ان سے خصوصی تعلق تاحیات رکھا[۱۰]۔ اس کے بعد حکیم طرب نے دہلی سے تھانہ بھون کا سفر کیا تو وہاں مشہور بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۱۲۳۳ھ/ ۱۳۱۷ھ ۱۸۱۸۔۱۸۹۹ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۴ ربیع الاول ۱۲۷۳/ ۱۸۵۶ء کو سلسلہ چشتیہ میں آپ سے بیعت کی، وہ دس ماہ تک حاجی صاحب، حافظ شاہ محمد ضامن شہید (۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ء) اور مولانا شیخ محمد تھانوی (ف ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) کی صحبت سے بھی فیضی یاب ہوتے رہے[۱۲]۔

پھر چند ماہ بعد ہی ہندوستان میں آزادی کی جنگ (۱۸۵۷ء) شروع ہوئی تو ہر طرف تباہی و بربادی کے آثار نمایاں ہونے لگے، اکابر علما و مشائخ کی گرفتاریاں شروع ہوئیں تو شاہ احمد سعید مجددی، شاہ عبدالغنی مجددی اور حاجی امداد اللہ ہجرت

* سابق پروفیسر، شعبۂ تاریخ، اسلامیہ کالج، لاہور

کرنے پر مجبور ہوئے اور حرمین الشریفین جا کر مقیم ہو گئے۔

حکیم طرب بھی ان ایام میں دہلی سے دور پہلے موضع چھرولی اور پھر قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ میں رہے، پھر چھرولی سے پانی پت جا کر مشہور عالم اور صوفی قاری عبدالرحمن پانی پتی (ف ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء) سے ۲۳ رمضان ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۵ء کو سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی اور ۳۳ سال چند ماہ تک کبھی وہاں حاضر رہ کر اور اکثر مراسلت کے ذریعے ظاہری و باطنی فیض پایا، آپ ہی سے خلافت یاب ہوئے۔ مولانا شیخ محمد (ف ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) کی بھی ملاقات ہوئی تھی۔

حکیم طرب کو حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی اور مذکورہ سنہ میں مدینہ منورہ میں معروف بزرگ شاہ محمد مظہر مجددی مدنی (ف ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء) بن شاہ احمد سعید مجددی سے بھی ملے تھے[۱۳]۔

حکیم طرب نے فارسی کی کتب درسیہ امام بخش صہبائی سے پڑھی تھیں[۱۴] اور خوب تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھا[۱۵]۔

پھر اس عہد کے ماحول کے مطابق شعر گوئی کا آغاز کیا اور عبدالکریم سوز (ف ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء) بن صہبائی سے باقاعدہ تلمذ اختیار کیا[۱۶]۔

حکیم صاحب اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے، طرب تخلص تھا، شعراء کے تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو سراہا ہے، مرزا قادر بخش نے جب اپنا تذکرہ گلستانِ سخن ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۵ء کو لکھا تو حکیم طرب جواں سال اور ان کے ہم شہر تھے، وہ طرب کے متعلق لکھتے ہیں:

> اگر مشقِ سخن کا سلسلہ یوں ہی دراز رہے گا تو یقین ہے کہ پایہ کلام ارتقا اور فرق سخن سنجی اعتلا بہم پہنچائے گا......
>
> طبیعت تحقیق طلب اور سلامت ذہن رہنما ہے اور تاریخ گوئی میں تو مبداء فیاض نے ایسا یدطولیٰ عطا کیا ہے کہ اس کی مدح حیزِ تقریر سے خارج ہے[۱۷]۔

اس کے علاوہ نساخ[۱۸] اور لالہ سری رام نے بھی طرب کا ذکر بحیثیت شاعر کیا ہے[۱۹]۔ طرب تاریخ گوئی کے فن پر کامل دسترس رکھتے تھے، اپنی تمام تالیفات و مترجمات کے کئی کئی قطعات تاریخ لکھے، تکمیل الایمان کا ترجمہ منفذ العرفان کے نام کیا تو اس کے دو قطعات تاریخ ترجمہ کہے اور اسی سال ۱۳۱۱ھ کو یہ ترجمہ شائع ہوا، ۱۳۱۲ھ کو معراج المومنین کا ترجمہ نصائح العارفین کے نام سے ترجمہ کیا تو اس کے ۹۹ مادہ ہائے تاریخ ترجمہ تجویز کیے جو اس کے آخر میں شامل ہیں۔

اس طرح ۱۳۱۵ھ کو حکیم طرب نے معمولاتِ مظہریہ کا اردو میں ترجمہ کیا تو اس کے اندرونی سرورق پر اس ترجمہ کی تاریخ کے لیے ۱۹ مادہ ہائے تاریخ تحریر کیے اور اس کے خاتموں کے بھی تاریخی مادے الگ لکھے۔

ایک اور قابل توجہ امر یہ ہے کہ حکیم طرب فارسی منظومات کا اردو نظم میں بڑی مہارت سے ترجمہ کر لیتے تھے، معمولاتِ مظہریہ میں بعض فارسی کے منظوم مناقب نقل ہوئے ہیں، حکیم صاحب نے ان سب کا بڑی کامیابی سے

اردو نظم میں ترجمہ کیا ہے۔

دہلی کی ڈیوڑھی صاحبہ محل میں حکیم طرب مشاعرہ بھی کرواتے تھے [۲۰]، طرب اردو اور فارسی کے علاوہ عربی میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے، انھوں نے اپنے ترجمے معراج المومنین کا ایک قطعۂ تاریخ عربی میں بھی لکھا تھا۔

حکیم طرب اصلاً ایک صوفی منش بزرگ تھے، وہ تاحیات خانقاہِ مظہری، دہلی سے وابستہ رہے، ۱۸۵۷ء میں خانقاہ کے سجادہ نشین شاہ احمد سعید کی ہجرت سے پہلے اور پھر جنگ آزادی کے بعد جب دہلی کے حالات بہتر ہوئے تو طرب پھر سے وہاں جانے لگے، پہلے شاہ صاحب کے پوتے شاہ ابوالخیر مجددی کی کم سنی سے پرورش کرتے رہے، ان کے ایک معاصر عالم، صوفی و شاعر شیخ محمد معصوم رام پوری جن کے ساتھ ان کی ''محبت قدیمی وارتباط'' تھا، نے لکھا ہے کہ حکیم طرب کی ذات سے معموری خانقاہ متصور ہے [۲۱]۔ مطبع رضوی دہلی کے مالک اور معمولات مظہریہ کے ترجمۂ طرب کے ناشر میر حسن نے ۱۸۹۷ء کو طرب کے متعلق صحیح لکھا ہے:

طرب صنادید دہلی سے ہیں اور اس وقت مشرب نقشبندیہ میں فرد اکمل ہیں [۲۲]۔

حکیم طرب کی کتابوں پر ان کے معاصر ادباء و شعراء نے قطعات تاریخ تالیف و طباعت میں لکھے تھے، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء کو انھوں نے تکمیل الایمان کا ترجمہ منفذ العرفان کے نام سے کیا تو اس پر منشی محمد ابراہیم خان، منشی محمد نظر علی نظیری، منشی محمد علی خان (رئیس قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ) نے قطعات لکھے تھے، اسی طرح طرب نے معراج المومنین کا اردو ترجمہ نصائح العارفین کے نام سے ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء کو کر کے شائع کروایا تو اس پر حکیم حافظ محمد عبداللہ (رئیس قصبہ بڑوت)، حافظ محمد اشفاق رسول (رئیس اعظم قصبہ بڑوت)، منشی محمد قیام الدین خان کلیم شاگرد طرب، حافظ محمد ظہیر الدین ظہیر بن طرب، حکیم مولوی محمد عبدالستار خان، ڈاکٹر شفاخانہ قصبہ بڑوت (تقریظ نثر اردو) اسی طرح طرب نے ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کو معمولاتِ مظہریہ کا ترجمہ مخزنِ حقیقت کے نام سے شائع کیا تو اس پر بھی بعض مذکورہ شعراء نے فارسی و اردو میں قطعات لکھے تھے۔

حکیم طرب کی اولاد کے بارے میں ہمیں زیادہ معلومات نہیں ہیں، ان کے ایک چھوٹے بیٹے حافظ ظہیر الدین ظہیر بھی اپنے والد کی طرح تاریخ گو شاعر تھے [۲۳]۔ حکیم طرب کے ایک برادرزادے محمد عبدالواحد خان بھی تھے [۲۴]۔

حکیم طرب کا سالِ وفات ہمیں تا حال معلوم نہیں ہے، ان کے ایک ہم شہر اور شعراء کے تذکرہ نویس لالہ سری رام کو بھی جن کا انتقال ۲۵ / مارچ ۱۹۳۰ء کو ہوا تھا، خم خانۂ جاوید میں طرب کے حالات میں ان کا سال وفات نہیں لکھا بلکہ بتایا ہے کہ وہ غدر (۱۸۵۷ء) کے بعد زندہ تھے، اس تذکرہ کے مرتب پنڈت کیفی بھی ان کا سالِ وفات معلوم نہ کر سکے۔ جیسا کہ ہم نے قیاسی طور پر طرب کا سالِ ولادت ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء لکھا ہے، ان کی آخری کتاب مخزنِ حقیقت ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کو شائع ہوئی تو وہ اس وقت تخمیناً ۶۳ سال کے ہو چکے تھے، اگر پانچ سال مزید بقید حیات

رہے ہوں تو قیاسی طور پر طرب کا سال وفات حدود ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء متعین کیا جاسکتا ہے۔

حکیم طرب کا دہلی میں مطب بھی تھا[۲۵]، ان کی دہلی میں ایک مسجد بھی تھی، ۱۹۸۹ء کے ہندوستان ایک علمی سفر کے دوران خانقاہِ مظہری (دہلی) کے سجادہ نشین مولانا ابوالحسن زید فاروقی نے مجھے بتایا کہ طرب کی مسجد کو ہندوؤں نے مسمار کر کے وہاں مندر تعمیر کرلیا ہے۔ حکیم طرب نے زیادہ تر فارسی کتابوں کے اردو تراجم ہی کیے تھے، ان کی باقاعدہ کوئی تالیف ہمیں دستیاب نہیں ہوسکی ہے، انھیں شاعری سے جس قدر شغف تھا اور تاریخ گوئی کے فن پر جس طرح کی دسترس حاصل تھی اس سے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے اپنا کوئی کلیات بھی مرتب کیا ہوگا لیکن ہم تا حال اس کے وجود سے بے خبر ہیں، ان کے تراجم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ منفذ العرفان ترجمہ تکمیل الایمان

تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف ہے، حکیم طرب نے ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء کو ترجمہ کیا تھا، جس کی مترجم کے شیخ قاری عبدالرحمن پانی پتی نے ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء کو اصلاح کی تھی اور اس پر ایک تقریظ بھی لکھی تھی جس کا اردو ترجمہ مترجم نے اس کتاب کے آخر میں شامل کر دیا تھا، یہ کتاب ۱۳۱۱ھ کو ہی مطبع خادم الاسلام، دہلی سے طبع ہوگئی تھی۔

۲۔ نصائح العارفین لھدایۃ المسلمین

طرب نے قاضی محمد بدل بلخی کی ایک تصوف کی کتاب معراج المومنین لارشاد والسالکین کا ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء کو اردو میں ترجمہ کیا اور ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء کو مطبع رضوی، دہلی سے شائع کر دیا۔

۳۔ مخزنِ حقیقت (منشور طریقت)

یہ معمولات مظہریہ تالیف شیخ نعیم اللہ بہرائچی (ف ۱۲۱۸ھ) خلیفہ مرزا مظہر جانِ جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء) کی تالیف ہے جو حضرت مظہر کے احوال معمولات پر مشتمل ہے، حکیم طرب نے مذکورہ دونوں تاریخی ناموں سے اس کا ترجمہ کیا جن سے ۱۳۱۵ھ (سال ترجمہ) برآمد ہوتا ہے۔ یہ ترجمہ بھی مطبع رضوی، دہلی میں مذکورہ سنہ کو طبع ہوا تھا۔

چوں کہ طرب شاعر تھے اور اسی مزاج کے تحت انھوں نے محمد حسین آزاد کی آبِ حیات میں مرزا مظہر کے حالات من وعن اس میں بطور ضمیمہ شامل کر دیا، جب کتاب طبع ہو کر خانقاہِ مظہری (دہلی) میں پہنچی تو اس کے سجادہ نشین شاہ ابوالخیر مجددی (ف ۱۹۲۳ء) نے جن کے مترجم (طرب) مربی بھی تھے خانقاہ میں طلب کیا اور یہ ضمیمہ لگانے پر باز پرس کی تو انھوں نے اس پر معذرت کی جسے شاہ صاحب نے قبول نہ کیا اور یہ امر فرمایا کہ تم اپنی توبہ نامہ لکھ کر شائع کرو، چناں چہ انھوں نے یہ طبع کروایا، یہ ایک ورق کا توبہ نامہ ہے جو مجھے اپنے سفرِ ہندوستان (۱۹۸۹ء) کے دوران مذکورہ خانقاہ کے کتاب خانہ میں دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔

حواشی وحوالہ جات:

١۔ صمدانی، محمد عامر، ٢٠٠٣ء، کاملان تفاسیر، مرکز ادب وتحقیق اسلامی، علی گڑھ، ص٦٦

٢۔ انصار اللہ، ١٩٨٦ء، صہبائی، فخر الدین علی احمد میموریل اکادمی، لکھنؤ، ص ٢٣۔ ٢٤

٣۔ طرب، رحیم الدین دہلوی، حکیم، ١٣١٥ھ، مخزنِ حقیقت (ترجمہ معمولات مظہریہ)، مطبع رضوی، دہلی، ص ٢٠٨

٤۔ زید، ابوالحسن فاروقی، ١٩٧٢ء، مقاماتِ خیر، شاہ ابوالخیر اکادمی، دہلی، ص ١٤٦۔

٥۔ معصوم، محمد معصوم مجددی، رام پوری، شاہ، ٢٠١٧ء ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، گوجرانوالہ، ص١١١

٦۔ طرب، رحیم الدین، ١٣١١ھ، منفذ العرفان، ترجمہ تکمیل الایمان، مطبع خادم الاسلام، دہلی (سرورق)

٧۔ شاہ احمد سعید مجددی (١٢١٧۔ ١٢٧٧ھ/ ١٨٠٢۔ ١٨٦٠ء) شاہ ابوسعید مجددی (ف ١٢٥٠ھ/ ١٨٣٥ء) کے فرزند اکبر، کئی کتابوں کے مولف اور معروف نقشبندی بزرگ مرزا مظہر جانِ جانان شہید (١١٩٥ھ/١٧٨١ء) کی درگاہ مظہری، دہلی کے سجادہ نشین تھے، ١٨٥٧ء کی جنگ آزادی کے جہاد کے فتویٰ پر اثباتی دستخط کیے تو انہیں ہندوستان سے ہجرت کرنا پڑی اور وہ مدینہ منورہ جا کر مقیم ہو گئے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (١) محمد مظہر مجددی مدنی، مناقب احمدیہ ومقاماتِ سعیدیہ، لاہور۔ (٢) معصوم، محمد معصوم رام پوری، ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، گوجرانوالہ، ٢٠١٧ء

٨۔ طرب، مخزنِ، مخزنِ حقیقت، ص٢٠٨

٩۔ ایضاً

١٠۔ معصوم، ص١١١

٩۔ شاہ عبدالغنی مجددی (١٢٣٤۔ ١٢٩٦ھ/ ١٨١٩۔ ١٨٧٨ء) معروف عالم، محدث اور مدرس تھے، شیخ محمد عابد سندھی (ف ١٢٥٧ھ/ ١٨٤١)، شیخ اسماعیل رومی (ف ١٢٥٠ھ/ ١٨٣٥ء) اور شاہ محمد اسحق محدث دہلوی (ف ١٢٦٢ھ/ ١٨٤٥ء) سے تحصیل کی، اپنے والد بزرگوار شاہ ابوسعید مجددی اور اپنے برادر بزرگ شاہ احمد سعید مجددی سے سلوک کی تعلیم لی، کئی کتابوں کے مولف تھے، ١٨٥٧ء کی جنگِ آزادی کے فتویٰ جہاد پر اثباتی دستخط کیے تو آپ کو ہندوستان سے ہجرت کرنا پڑی، آپ اپنے بھائی شاہ احمد سعید کے پاس مدینہ منورہ جا کر مقیم ہو گئے، جہاں آپ ٢٢ سال بقیدِ حیات رہے، جہاں عالم اسلام کے علما نے ان سے استفادہ کیا، حالات کے لیے دیکھیے۔ (١) محمد محسن ترہٹی: الیانع الجنی من اسانید الشیخ عبدالغنی، مرتبہ ولی الدین تقی الدین ندوی، اروقۃ، عمان ٢٠١٦ء۔ (٢) عبدالستار، دہلوی مکی: المورد العنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی، قلمی مخزونہ کتاب خانہ، خانقاہِ مظہری، دہلی۔ (٣) معصوم، محمد معصوم رام پوری: ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، گوجرانوالہ، ٢٠١٧ء۔

١٠۔ طرب، مخزنِ حقیقت، ص٢٠٨

١١۔ ایضاً

١٢۔ ایضاً

١٣۔ ایضاً

١٤۔ سری رام، لالہ، ١٩٤٠ء، خم خانۂ جاوید، مرتبہ برجموہن وتارتیہ کیفی، جلد پنجم، دہلی، ص ٤٤١

١٥۔ صابر، قادر بخش: گلستانِ سخن، مرتبہ خلیل الرحمن داؤدی، لاہور، جلد دوم، ص ١٧٩۔ ١٨١

١٦۔ سری رام، ٥/ ٤٤١

١٧۔ صابر، قادر بخش، گلستانِ سخن، مرتبہ خلیل الرحمن داؤدی، ٢/ ١٧٩۔ ١٨١

١٨۔ نساخ، عبدالغفور، سخن شعرا، ٣٠٤

١٩۔ سری رام، ٥/ ٤٤١

۲۰۔ ایضاً؛ یہ ڈیوڑھی ایک تاریخی عمارت تھی جو محمد شاہ بادشاہ (۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء) کی ملکہ صاحبہ محل کی ملکیت تھی، ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور میں یہ طویلہ داراشکوہ اور ڈاک خانہ کے قریب تھی (سنگین بیگ: سیر المنازل ۴۴) جو انیسویں صدی کے آغاز تک موجود تھی، جس کا اس زمانہ میں کوئی مالک نہیں تھا: Chenoy s.m: shahjahanabad, p.85

۲۱۔ معصوم، محمد معصوم رام پوری، ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین ۱۱۲

۲۲۔ ابتدائیہ مخزنِ حقیقت ترجمہ: معمولات مظہریہ، مطبوعہ مطبع رضوی، دہلی ۱۳۱۵ھ

۲۳۔ ظہیر نے عرب کے تراجم میں سے نصائح العارفین، ص ۳۴۸ اور مخزنِ حقیقت (ص ۲۱۴) پر بھی قطعات تاریخ لکھے تھے۔

۲۴۔ عبدالواحد خان نے معمولاتِ مظہریہ میں مشائخ کے سنین وفات کا جدول مرتب کرنے میں حکیم طرب کی مدد کی تھی (ص ۲۰۵)

۲۵۔ سری رام ۵/ ۴۱۴، ظل الرحمن، حکیم، دلی اور طب یونانی، ص ۳۰۰

فہرستِ اسناد محولہ:

۱۔ انصار اللہ، ۱۹۸۶ء، صہبائی، لکھنؤ، فخر الدین علی احمد میموریل اکیڈمی۔

۲۔ ترہٹی، محمد محسن، ۲۰۱۶ء، الیانع الجنی من اسانید الشیخ عبد الغنی، مرتبہ ولی الدین تقی الدین ندوی، عمان، اروقہ

۳۔ سری رام، لالہ، ۱۹۴۰ء، خم خانۂ جاوید، (جلد پنجم) مرتبہ: دتا تریہ کیفی، دہلی، لالہ امیر چند کھنہ

۴۔ سنگین بیگ، ۱۹۸۲ء، سیر المنازل، ترتیب و ترجمہ شریف حسین قاسمی، دہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ

۵۔ صابر، قادر بخش دہلوی، ۱۹۶۶ء، تذکرہ گلستانِ سخن، مرتبہ خلیل الرحمن، داؤدی، لاہور، مجلس ترقی ادب

۶۔ صمدانی، محمد عامر، ۲۰۰۳ء کاملانِ تھانیسر، علی گڑھ، مرکز ادب و تحقیق اسلامی

۷۔ ظل الرحمن، حکیم (س۔ن)، دلی اور طب یونانی، لاہور

۸۔ طرب، رحیم الدین احمد، ۱۳۱۱ھ، مخزنِ حقیقت، دہلی، طبع رضوی

۹۔ مدنی، محمد مظہر مجددی، ۲۰۱۶ء، مناقب احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ، لاہور، دار الاسلام

۱۰۔ معصوم، محمد معصوم رام پوری، ۲۰۱۷ء، ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، گوجرانوالہ، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

۱۱۔ نساخ، عبد الغفور خان، ۱۲۹۱ھ، سخن شعراء، لکھنؤ، مطبع نولکشور

۱۲۔ Chenay, s.m, 1998, shahjahanabad, Delhi

Abstract

Hakeem Raheemuddin Tarb Dahlavi of Thaniser was an Urdu and Persian sufi poet of the nineteenth century and took interest in editing texts and translation. This article aim at providing life and works of the poet. He was a disciple of Imam Baksh Sahbai who taught him of rudimentary books of Persian language and he learnt to compose poetry. Many Tazkiras (bibliographical accounts of poets) discussed him as a poet of repute. He was a practicing Hakeem and had a mosque in Dehli. The article gives brief description of his books. It also mentions the Persian works translated by him. The Persian texts translated are of suf themes.

Keyword: Hakeem Raheemuddin Tarb Dahlavi, Sufi Poet, translator of Persian texts.